Fikr-o-Nasar (Islamabad) 3:11-12 (1966)

طلاق بدعت اور خاندانی منصوبہ بندی

پروفیسر ابوشہاب رفیع اللہ

ماضی قریب میں ہمارے ملک میں جو عائلی قوانین نافذ ہوئے ہیں، ان میں شاید سب سے زیادہ اہم اصلاح طلاق بدعت کا خاتمہ ہے۔ یہ ایک ایسی برائی تھی، جس نے ہمارے ہزاروں گھرانوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اس کے معصیت اور بدعت ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں بلکہ اس کے خاتمہ کے قانون کے نفاذ سے پہلے تو مخالفین تک کو اعتراف تھا کہ اس کے معصیت اور بدعت ہونے پر اجماع امت ہے۔ ایک مشہور عالمِ دین فرماتے ہیں :-

"بیک وقت تین طلاق دے کر، عورت کو جدا کر دینا نصوص صریح کی بناء پر معصیت ہے۔ علمائے امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے، وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلظ کے حکم میں۔ لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فعل اس طریقہ کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس سے شریعت کی اہم مصلحتیں فوت ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو حضورؐ غصے میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:- "أَيُلْعَبُ بكتاب الله عز وجل وانا بين اظهركم" کیا اللہ کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے، حالانکہ ابھی میں تمہارے

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

فقہائے متقدمین نے بند کیا تھا اور نہ اسے آج ہی بند سمجھا جا سکتا ہے۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قابل زکوٰۃ چیزوں میں گھوڑوں کو بھی شامل کر لیا تھا۔ اگرچہ بعدازاں بعض دوسری اہم تجارتی چیزیں جیسے کہ کشتیاں ٹیکس سے مستثنےٰ رکھی گئیں، ایسے ہی آجکل صنعتی مشینوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی۔ مزید برآں بعض فقہاء کے نزدیک اگر ایک شخص کے پاس بیس مکان ہیں اور اس کے ساتھ ہی وہ مقروض بھی ہے، تو نہ صرف یہ کہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا، بلکہ وہ زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی بہت اہم اختلاف ہے کہ ایک مملکت کن کن چیزوں پر زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے۔

فقہاء کا اس امر پر بھی اتفاق نہیں کہ کیا زکوٰۃ کو صرف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک شخص کو دی جائے یا اسے غیر شخصی مدّوں پر بھی صرف کیا جا سکتا ہے اور آخر میں یہ کہ مذاہب فقہ کے ہاں زکوٰۃ کے نصاب کا مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے، یعنی مال کی وہ کون سی کم سے کم حد ہے، جس پر کہ زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ اور ان سے ملتے جلتے جو اور مسائل ہیں، اُن کو حل کرنا اور ان سے جو الجھنیں پیدا ہوتی ہیں، ان کو دُور کرنا ہوگا۔

اب اگر زندگی کے سب سے اہم شعبے میں قرآن مجید اور سنت نبوی کو نافذ کرنا ہے، تو پھر سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے کہ زکوٰۃ کو ان خطوط پر عائد کیا جائے، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

یہاں یہ کہنا چنداں غیر ضروری ہوگا کہ اگر زکوٰۃ عائد کرنے میں ان خطوط کو پیش نظر رکھا گیا تو ہمارا مالی نظام اسلامی ہو جائے گا اور پھر اس سے خود ملک کے اندر سے ہمارے اقتصادی وسائل بہم ہو سکیں گے اور اسی طرح ہمیں غیر ملکی امداد پر انحصار کرنے سے نجات پانے میں مدد ملے گی اور یقیناً زکوٰۃ کی یہ شکل دوسرے غیر اسلامی ٹیکسوں کو بھی ختم کر دے گی

○

درمیان موجود ہوں۔ بعض دوسری احادیث میں ہے کہ حضورؐ نے اس فعل کو معصیت فرمایا اور حضرت عمرؓ کے متعلق تو روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ جو شخص ان کے پاس مجلس واحد میں تین طلاق دینے والا آتا تو وہ اس کو درّے لگاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس فعل پر سزا دی جا سکتی ہے۔" [1]

اقتباس اگرچہ ذرا لمبا ہوگیا ہے لیکن اس میں چونکہ متعلقہ مسئلہ کے تمام پہلو آجاتے ہیں، اس لئے اس کا نقل کرنا ناگزیر تھا۔ دوسرے ملکوں کی طرح ہمارے ملک میں بھی اس بدعت سیئہ کو ختم کرنے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور مختلف زمانوں میں مختلف اہل علم نے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مصر میں جب اس بدعت کا خاتمہ ہوا تو ہمارے ملک میں گھی کے چراغ جلائے گئے اور باری تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز یہ دعائیں کی گئیں کہ وہ ہمیں بھی وہ دن دکھائے جب اس ملک میں اس بدعت سیئہ کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے صرف مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی کے یہ الفاظ کافی ہوں گے، فرماتے ہیں :۔

"کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مصر میں ایک جماعت اہل حدیث کی کھڑی ہوگئی ہے، جنہوں نے اپنی ایک انجمن بنام "انصار السنۃ المحمدیۃ" بنائی ہے اور وہ احادیث کے مسائل کی اشاعت میں منہمک و مشغول ہے۔ اس کے اکابر علماء کرام نے آپ کے ان تنگ مسائل کو خلاف حدیث و قرآن بیان کر کے آج وہاں عمل بالسنت کی لہر دوڑا دی ہے۔ یہاں تک کہ مصری حکومت نے ۱۹۲۹ء میں قانون نمبر ۲۵ جاری کر دیا ہے جن کے مادہ ثالثہ کے الفاظ یہ ہیں :۔ "الطلاق المقرون بعدد لفظاً او اشارۃً لا یقع الا واحدۃ" جس کا مقصد بالفاظ احمد محمد شاکر یہ ہے: "الغاء وصف الطلاق بالعدد واعتبارہ طلقۃ واحدۃ" یعنی دو اور تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی گئی ہوں، ان کا عدد لغو ہے۔ ایسی تین طلاقیں سرکاری طور پر ایک شمار ہوا کریں گی۔ بس جس طرح مصر کے علمائے حنفیہ نے

---

[1] حقوق الزوجین۔ مولانا مودودی صاحب طبع ششم صفحہ ۱۵۴

مل جل کر اس ظالمانہ اور جابرانہ اور مخالف حدیث مسئلہ کو اپنے ہاں سے اٹھا دیا ہے
وقت آ رہا ہے کہ ہمارا ملک بھی اس سے ہاتھ جھاڑ دے۔ وما ذالك علی اللہ بعزیز۔

غنچے چٹخیں گے پھر لے خالقِ گلشن کب تک
خشک پتوں کا سنوں نالہ شیون کب تک ۲؎

اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ دعا قبول فرمائی اور عائلی قوانین کے نفاذ کے بعد اس بدعت سیئہ کا خاتمہ ہو گیا۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے لیکن اس کے برعکس نامعلوم وجوہات کی بنا پر اس اقدام ہی کی مخالفت ہونے لگی اور ان حضرات کی طرف سے جن کے نزدیک اس کے بدعت سیئہ ہونے پر اجماع امت تھا، یہ اعتراض پیش کیا گیا:۔

"بلاشبہ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے حنفی مذہب میں اگر تین طلاق بیک وقت دیئے گئے ہوں تو اس سے طلاق مغلظ واقع ہو جاتی ہے اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو مدت عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور نہ مدت عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ پھر نکاح کر سکتا ہے جب تک اس کی تحلیل نہ ہو جائے۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے۔ ان حنفی باشندوں کو جو اعتماد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی مذہب کے آئمہ و فقہا کے علم و تقویٰ پر ہے، وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں ہے۔" ۳؎

یہاں پر طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں جس اصول کی آڑ لی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چاہے یہ چیز دوسرے فقہی مذاہب میں جائز ہی کیوں نہ ہو، لیکن چونکہ حنفی مذہب کے خلاف ہے اس لئے ہمارے نزدیک ناقابل قبول ہے۔ دوسرے الفاظ میں صرف وہی چیز قابل قبول ہو گی، جو حنفی فقہ کے مطابق ہو

طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں ایک دوسرے صاحبِ علم بزرگ کی رائے ملاحظہ ہو:۔

"جن لوگوں نے اس کو طلاق بدعی کہا ہے، انہوں نے ہرگز اس سے وہ بدعت مراد نہیں لی ہے جس کو کمیشن نے بدعت، ضلالت اور غیر اسلامی قرار دیا ہے بلکہ اس سے ان کی

۲؎ نکاح محمدی شائع کردہ مکتبہ شعیب کراچی صفحہ ۲۱-۲۲
۳؎ عائلی قوانین پر چودہ علماء کے اعتراضات صفحہ ۱۸

مراد طلاق کا وہ طریقہ ہے جو اگرچہ جائز تو ہے، لیکن معیاری سنت سے ہٹا ہوا ہے"۔[۴]
اس طلاق کے بدعت سیئہ ہونے پر ساری امت کا اجماع ہے۔ حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے، جس کا بار بار سہارا لیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:۔ وطلاق البدعة ان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة او ثلاثا فی طهر واحد وهو حرام عندنا لکنه اذا فعل وقع الطلاق وبانت منه وحرمت حرمة غلیظة وکان عاصیا۔[۵] (ترجمہ) ایک دفعہ تین طلاق کہہ دینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں کہہ دینا، طلاق بدعت ہے اور یہ حنفی مذہب میں حرام ہے لیکن جو ایسی طلاق کا مرتکب ہوگا، اس کی بیوی جدا اور اس پر حرام ہو جائے گی اور وہ معصیت الٰہی کا مرتکب ہوگا۔ طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی رائے ملاحظہ ہو:۔

"اس لئے جب کسی شخص نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ خود بخود مؤثر بھی ہو گئیں۔ ان کے بعد بغیر دوسری شادی کے آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں اس پر صحابہ کرام کا اجماع نقل کیا ہے اور امت کے چاروں امام ابوحنیفہؒ، شافعیؒ، مالکؒ اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر متفق ہیں بلکہ بہت سے اہل ظاہر، اہل حدیث بھی اس میں متفق ہیں جیسے ابن حزم اندلسی اور یہ بات ہر کسی لکھے پڑھے آدمی سے مخفی نہیں کہ پوری دنیائے اسلام بجز عدد قلیل کے انہیں آئمہ مجتہدین کو قرآنی قانون کی تعبیر میں حجت (اتھارٹی) تسلیم کرتی ہے۔ قرآن و سنت کے قانون کی کوئی تعبیر ان کے خلاف قابل اعتماد نہیں سمجھتی اور پاکستانی عوام کی اٹھانوے فیصدی اکثریت حنفی المذہب ہے۔ اگر دوسرے اماموں کی فقہ میں گنجائش بھی ہوتی جب بھی ملک کی اتنی بڑی اکثریت کے مذہبی مسلک کے خلاف کوئی قانون بنانا صحیح نہ ہوتا"۔[۶]

اس بارے میں حنفیہ کا جو مسلک ہے، ہم ابھی ابھی ان کی معتبر ترین کتاب "عنایہ شرح ہدایہ"

---

[۴] عائلی کمیشن پر تبصرہ۔ مولانا امین احسن اصلاحی صفحہ ۱۱۱
[۵] شرح العنایه علی الهدایة مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۲۴
[۶] عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ از مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ ۴۲

سے نقل کر آئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ مخالفت میں کہاں تک جا سکتے ہیں۔ تاہم اس مخالفت کا ایک فائدہ نکلا کہ وہ اصول تو واضح ہو گیا، جس کے مطابق کوئی مسئلہ ان کے نزدیک قابل قبول ہو گا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ان حضرات کا طرز عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں سخت مایوسی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کی بابت آئمہ حنفیہ اتنا کچھ لکھ گئے ہیں، کہ اس جدید زمانہ میں بھی اس پر کچھ اضافہ کرنا ممکن نہیں، لیکن وہ حضرات جنہوں نے طلاق بدعت کے خاتمہ کی مخالفت حنفی مذہب کے آئمہ کے علم و تقویٰ کا واسطہ دیا تھا، اس مسئلہ میں وہ انہیں یکسر بھول جاتے ہیں بلکہ اس موضوع پر اپنی مستقل کتابوں میں حنفیہ کے مسلک کی طرف معمولی سا اشارہ بھی نہیں فرماتے۔

ان آئمہ کے زمانہ میں اس مقصد کے لئے جتنے طریقے بھی رائج تھے انہوں نے ان سب کی اجازت بڑی صراحت سے دی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مستعمل طریقہ عزل کا تھا۔ اس کے معنی مفتی محمد شفیع صاحب ہی کی زبانی سنیئے۔ فرماتے ہیں:۔

"اس کی جو صورت اس زمانے میں معروف تھی، اسے عزل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں نہ پہنچنے پائے۔ خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر نکالے" ؎۱

اب اس بارے میں حنفی فقہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ شامی میں ہے:۔

وفی القهستانی أن للسید العزل عن امته بلا خوف وکذا الزوج الحرة باذنها وفی الفتاوی ان خاف من الولد السوء فی الحرة لیسعه العزل لغیر رضاها لفساد الزمان" ؎۲

(ترجمہ) قہستانی میں ہے کہ آقا لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کر سکتا ہے۔ اس طرح خاوند اپنی آزاد عورت سے اس کی اجازت سے۔ لیکن فتاویٰ میں ہے کہ اگر آزاد عورت سے بدکردار اولاد پیدا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر فساد زمانہ کی وجہ سے آزاد عورت کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔

؎۱ ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۳۱

؎۲ ردالمحتار شرح درالمختار المعروف شامی۔ علامہ ابن عابدین جلد ۲ صفحہ ۴۱۱

حنفی مذہب کے مطابق قرآن مجید کے مفسر علامہ ابوبکر جصاص نے تو یہاں تک نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اس کا جواز قرآن کریم سے ثابت کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:۔

وقد روی عن ابن عمر فی قولہ (نساؤکم حَرثٌ لکُمْ) قال کیف شئت ان شئت عزلا او غیر عزل رواہ ابوحنیفۃ عن کثیر الرباح الاصم عن ابن عمرؓ[9]

(ترجمہ) حرث (کھیتی) کی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔ امام ابوحنیفہؒ نے کثیر الرباح الاصم سے روایت کیا۔

پھر اس کے بعد حنفیہ کا مسلک ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

وھذا عندنا فی ملک الیمین وفی الحرۃ اذا اذنت فیہ وقد روی ذلکٗ علی ماذکرنا من مذھب اصحابنا عن ابی بکر وعمر وعثمان وابن مسعود وابن عباس واخرین غیرھم۔[10]

(ترجمہ) اور ہمارے نزدیک یہ اجازت لونڈی تک مخصوص ہے۔ ضبط ولادت کے لئے آزاد عورت کی اجازت ضروری ہے۔ حنفیہ کا یہ مسلک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اجل صحابہ سے مروی ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے تصریح کر آئے ہیں کہ آئمہ حنفیہ نے ضبط ولادت کے ہر طریقہ کی اجازت دی ہے، جس کا اس زمانے میں رواج تھا۔ انہی میں سے ایک طریقہ رحم کا منہ بند کرنا بھی ہے۔ جس کی اجازت ان الفاظ میں دی گئی ہے:۔

"اخذ فی النھر من ھذا او مما قدمہ الشارح عن الخانیہ والکمال انہ سدّ فم رحمھا کما یفعلھا النساء"[11]

(ترجمہ) اس بحث سے اور جو کچھ فتاوی خانیہ اور علامہ ابن ہمام سے بیان ہوا ہے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ضبطِ ولادت کے لئے عورت کے رحم کے منہ کو بند کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ عورتوں میں رواج ہے۔

---

[9] احکام القرآن لابی بکر جصاص جلد ۱ صفحہ ۴۱۶ ۔ [10] ایضاً صفحہ ۴۱۷

[11] شامی جلد ۲ صفحہ ۴۱۲

فقہائے کرام کے اتنے واضح فتاوی کے باوجود ان سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے اپنی کتاب اسلام اور ضبط ولادت میں ان کے مسلک کی طرف خفیف سا اشارہ بھی نہیں فرمایا مفتی محمد شفیع صاحب اس بارے میں فرماتے ہیں :-

"تمام فقہائے امت کا رجحان بھی ان تمام روایاتِ حدیث کو دیکھنے کے بعد یہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے جیسا کہ فتح القدیر، ردالمحتار، احیاء العلوم وغیرہ میں تصریحات میں موجود ہے" [۱۲]

یہاں مفتی صاحب نے جن کتابوں کے نام لئے ہیں، ہم انہی کتابوں سے ابھی ابھی جواز نقل کر آئے ہیں، ردالمحتار شامی ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور فتح القدیر کا فتویٰ ایک بار پھر سن لیجئے۔

العزل جائزٌ عند عامة العلماء وکرهه قومٌ من الصحابة والصحیح الجواز [۱۳]

جہاں تک امام غزالی کی احیاء العلوم کا تعلق ہے، اس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ والصحیح عندنا ان ذالك مباحٌ۔ ہمارے نزدیک عزل مباح ہے۔

خوش قسمتی سے خاندانی منصوبہ بندی ان معدودے چند مسائل سے ہے۔ جس پر امت کے چاروں آئمہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مکمل اتفاق ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :-

اما العزل فقد حرمه طائفةٌ لکن الائمة الاربعة علی جوازه باذن المراة [۱۴]

(ترجمہ) کچھ لوگ عزل کو جائز نہیں سمجھتے لیکن فقہ کے چاروں مذاہب کے آئمہ کے نزدیک یہ عورت کی اجازت سے جائز ہے۔

---

[۱۲] ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے، دارالاشاعت کراچی ص۳۷

[۱۳] فتح القدیر مطبوعہ نولکشور جلد ۲ ص۱۰۶

[۱۴] مختصر الفتاوی المصریة صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر